قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۱۱/۵۸

آپ فرمادیں اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں

۱۲ ربیع الاوّل

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: مفتی محمد اشرف قادری

اشاعت نمبر ۱۲۱
اشاعت: مئی ۱۹۹۹ء
تعداد ۲ ہزار

دفتر جماعت اہلسنت پاکستان
جامع مسجد مائی خیری فقیر کا پڑ حیدرآباد

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲۱

بیادِ:- امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و
اعلیحضرت، امام اہلسنت، مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

زیر نگرانی	------------	حافظ محمد شاھد اقبال
نام کتاب	------------	بارہ ربیع الاول، میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا
	------------	وفات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تصنیف	------------	مفتی محمد اشرف القادری
سن طباعت	------------	ربیع الاول ۱۴۲۰ھ
	------------	مئی ۱۹۹۹ء
تعداد	------------	۲ ہزار
کمپوزنگ	------------	ظفر نسیم کمپیوٹر سسٹمز، لاہور

نوٹ:- شائقین مطالعہ ۵ روپے میں طلب کر سکتے ہیں۔

عبد العزیز نقشبندی امیر جماعت اہلسنت پاکستان ضلع حیدرآباد
(خطیب نور مسجد)

ملنے کا پتہ:-
دفتر جماعت اہلسنت پاکستان
جامع مسجد مائی خیری فقیر کا پڑ حیدرآباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان شریعت اس بارے میں کہ دیوبندی و اہل حدیث حضرات نے ایک اشتہار بعنوان "دعوت فکر" شائع کیا ہے، جس کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ "۱۲ ربیع الاول نبی علیہ السلام کا یوم وفات ہے"۔ اس روز خوشیاں منانے والے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پر خوشیاں مناتے ہیں، ان کا ضمیر و ایمان مردہ ہے، ان کو نہ اپنے نبی کا پاس ہے، نہ ان سے حیا۔ یہ لوگ روز قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ وغیرہ؟

سمجھدار لوگ تو اسے دیکھتے ہی لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ پڑھتے ہیں، البتہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے پریشانی ہو سکتی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا اشتہار کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت فرمائی جائے۔

۱۔ کیا واقعی بارہ ربیع الاول کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کی (معاذ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں؟

۲۔ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ یوم وفات ہے یا یوم میلاد؟

۳۔ ربیع الاول یوم میلاد بھی ہے اور یوم وفات بھی، تو اس روز اہلسنت میلاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں؟ وفات کی غمی کیوں نہیں مناتے؟

السائل:- مولانا عبدالخالق نقشبندی خطیب جامع مسجد باری والی گجرات

الجواب

بِسْمِ اللہِ، نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْحَبِیْبِ الْکَرِیْم
بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْمُنْعَامِ الْوَھَّاب

۲۶/۹/۸۱

مسئلہ ۱:-

وفات پر خوشی؟

بیشک میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل جہان کے لیے اللہ کی بیشک رحمت اور

Marfat.com

اس کا فضل عظیم ہے، اور ارشاد ربانی ہے:-

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (القرآن ۱۰ / ۵۷)

ترجمہ:- "(اے محبوب) فرما دیجیے کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ملنے پر چاہیے کہ لوگ خوشی منائیں"۔

اسی لیے مسلمان بارہ ربیع الاول کو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے ہیں۔ یہ بات اتنی صاف اور واضح ہے کہ کسی ان پڑھ سے ان پڑھ مسلمان یا چھوٹے سے بچے سے بھی اگر پوچھا جائے کہ اس روز مسلمان کس بات کی خوشی مناتے ہیں؟ تو وہ بھی یہی جواب دے گا

"خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی"

اس کے باوجود منکرین نے جو وفات کی خوشی منانے کا سفید جھوٹ اور کھلم کھلا بہتان گھڑ لیا ہے اس سے نہ صرف انہوں نے امانت علمی و دیانت اسلامی کا خون کیا ہے، بلکہ اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ ان علم و تحقیق کے دعویداروں کے پاس جشن میلاد شریف کو حرام ثابت کرنے کے لیے قرآن و سنت سے ایک بھی صحیح اور صاف دلیل موجود نہیں، ورنہ یہ جھوٹوں کا ملغوبہ تیار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بہرحال یہ الزام باطل محض ہے۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ، وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مسئلہ ۲:-

۱۲ ربیع الاول یوم وفات نہیں

وفات نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں۔

روایت ۱:- ۱۲ ربیع الاول، یہ روایت حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منسوب ہے۔

روایت ۲:- ۱۰ ربیع الاول، یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

روایت ۳:- ۱۵ ربیع الاول، مروی از حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Marfat.com

روایت ۴۔ ۱۱ رمضان اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے۔ (روایت ۱، ۲۔ البدایۃ و النہایۃ جلد ۵ ص ۲۵۶، روایت ۳، ۴ وفاء الوفاء جلد ۱ ص ۳۱۸)

پہلی روایت کہ جس میں وفات نبوی بارہ ربیع الاول کو بتائی گئی ہے، اس کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی امام ابو حاتم الرازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ واقدی ثقہ یعنی قابل اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔ واقدی کذاب ہے، حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابو حاتم ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا، واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۴۲۵، ۲۶۴ مطبوعہ ہند قدیم)

لہذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

روایت دوم۔ کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن عبید اللہ العوزمی متروک ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۱۴۲ و ص ۲۰۳ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی ص ۱۶۱، ص ۳۵۰)

اور روایت سوم اور چہارم کی سند ہی کتب مطبوعہ حدیث میں کہیں مذکور نہیں۔ حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا، نہ تو صحابۂ کرام سے ثابت ہے، اور نہ تابعین سے۔ لہذا بعد کے کسی مورخ کا بارہ کو تاریخ وفات قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

مقام غور ہے، جب وفات نبوی کے چشم دید گواہ صحابہ کرام اور ان کے شاگرد تابعین سے یہ قول ثابت نہیں، تو بعد کے مؤرخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ وفات نبوی بارہ ربیع الاول کو ہوئی؟

قانون ہیئت و تقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیع الاول کو وفات نبوی کسی طرح ممکن

Marfat.com

نہیں۔ امام ابو القاسم عبد الرحمن السہیلی (المتوفی ۵۸۱ھ) جو کہ مشہور محقق و مؤرخ ہیں، فرماتے ہیں۔

وَ كَيْفَ مَا دَارَ الْحَالُ عَلٰى هٰذَا الْحِسَابِ فَلَمْ يَكُنِ الثَّانِيَ عَشَرَ مِنْ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِوَجْهٍ"

ترجمہ۔ "اس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر ہو مگر بارہ ربیع الاول کو یوم وفات سوموار کسی صورت نہیں آ سکتا "

(الروض الانف جلد ۲ ص ۳۷۲)

یہی مضمون نہایت زوردار الفاظ میں مشہور محققین و مؤرخین اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی، ابن عساکر، ابن کثیر، امام نور الدین علی بن احمد السمہودی، علی بن برہان الدین الحلبی وغیرھم نے بھی بیان فرمایا ہے۔ (دیکھیے تاریخ اسلام للذہبی جزء السیرۃ ص ۳۹۹، ۴۰۰ وفاء الوفاء جلد ۱ ص ۳۱۸۔ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۵۶۔ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ ص ۳۷۴ وغیرھا)

الغرض بارہ ربیع الاول کا یوم وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ عقلاً، نہ نقلاً، نہ روایۃً، نہ درایۃً۔ وللہ الحمد

البتہ! اجلہ تابعین ابن شہاب زہری، سلیمان بن طرحان، اور سعد بن ابراہیم زہری وغیرھم سے معتبر سندوں کے ساتھ یکم و دوم ربیع الاول کو وفات نبوی ہونا مروی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری (ج ۸ ص ۱۳۰ طبع جدید لاہور) میں مفصل بحث کر کے دوم ربیع الاول کو ترجیح دی، اور بارہ وفات کی روایت کو عقل و نقل کے خلاف ثابت کر کے، راوی کا وہم اور غلط قرار دیا ہے۔ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُرَاجِعْهُ۔ جبکہ مشہور و مستند دیوبندی مؤرخ شبلی نعمانی نے یکم ربیع الاول کو یوم وفات قرار دیا ہے۔ (سیرۃ النبی۔ جلد ۲ ص ۱۶۰) اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لخت جگر شیخ عبد اللہ نجدی نے آٹھویں ربیع الاول کو یوم وفات لکھا ہے۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص ۹) واللہ تعالیٰ اعلم

بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے

ولادت نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے صرف ایک ہی صحیح روایت بارہ ربیع الاول کی منقول ہے۔ جسے حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) نے سند صحیح کے

Marfat.com

ساتھ روایت فرمایا، ملاحظہ ہو۔

"عَنْ عَفَّانَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ مِیْنَا عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُمَا قَالَا وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيْلِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ الثَّانِيْ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ"

(بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی جلد ۲ ص ۱۸۹، مطبوعہ بیروت، البدایۃ و النہایہ جلد ۲ ص ۲۶۰ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ۔ "عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے راوی کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربیع الاول کو ہوئی"۔

اس کی سند میں پہلے راوی عفان کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط و اتقان ہیں۔ (خلاصۃ التہذیب ص ۲۶۸ طبع بیروت) دوسرے راوی سعید بن میناہیں، یہ بھی ثقہ ہیں، (خلاصہ ص ۱۴۳ تقریب ص ۱۲۶) ان دو جلیل القدر اور فقیہہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد سرکار ہے۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔ لہٰذا بعد کے مؤرخ کا کوئی قول یا ظن و تخمین اس کے بالمقابل لائق التفات و قابل قبول ہرگز نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ حضرت زبیر بن بکار، امام بن عساکر، امام جمال الدین ابن جوزی، اور ابن الجزار وغیرہم نے بارہ ربیع الاول کے یوم میلاد ہونے پر اہل تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۱، ص ۹۳۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ ص ۱۳۲، ماثبت من السنۃ للشیخ المحقق ص ۹۸۔ شمامہ عنبریہ ص ۷ از نواب صدیق حسن خان بھوپالی المحدیث) اور یہی جمہور علماء و جمہور اہل اسلام کا مسلک اور ان میں مشہور ہے۔ (البدایہ جلد ۲، صفحہ ۲۶۰۔ الفتح الربانی ج ۲۰، ص ۱۸۹، المورد الروی للملا علی القاری ص ۹۶، طبع مکہ المکرمہ۔ حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی جلد ۱ ص ۲۳۲، ماثبت من السنۃ ص ۹۸، المواہب اللدنیہ للقسطلانی نیز اس کی شرح زرقانی جلد ۱ ص ۱۳۲، مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۴)

بارہ ربیع الاول ہی کے یوم میلاد ہونے پر قدیماً و حدیثاً تمام اہل مکہ متفق چلے آ

Marfat.com

رہے ہیں اور اسی تاریخ پہ حضور کی ولادت کے مکان شریف پر حاضر ہو کر میلاد شریف منانے کا قدیم سے اہل مکہ کا معمول ہے۔ (مواہب اللدنیہ، زرقانی جلد ۱ ص ۱۳۲، سیرۃ حلبیہ جلد ۱ ص ۹۳، المورد الروی لعلی القاری ص ۹۵) ماثبت من السنۃ ص ۹۸، تواریخ حبیب الہ ص ۱۲ (ممدوحہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۴ وغیرہا) بارہ ربیع الاول ہی کو میلاد شریف منانے کا اہل مدینہ کا معمول ہے (تواریخ حبیب الہ ص ۱۲) اسی تاریخ کو تمام شہروں کے مسلمانوں کا جشن میلاد منانے کا معمول ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ ص ۹۳ زرقانی علی المواہب جلد ۱ ص ۱۳۲)

قدیم اہل مکہ کے معمول کی مختصر وضاحت

محدث ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں۔

"اہل حرمین شریفین مکہ و مدینہ اور مصر و یمن و شام و تمام بلاد عرب مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس زیب تن کرتے، قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے، خوشبو لگاتے اور ان ایام (ربیع الاول) میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے، حسب توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے اور میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا اہتمام بلیغ کرتے اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے، میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے یہ ہے کہ سال بھر کثرت سے خیر و برکت، سلامتی و عافیت، رزق و مال اور اولاد میں زیادتی اور شہروں میں امن و امان اور گھربار میں سکون و قرار جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے رہتا ہے"۔ (بیان المیلاد النبوی لابن جوزی ص ۵۸،۵۷)

امام احمد القسطلانی فرماتے ہیں۔

"خدا تعالی رحمتیں نازل فرماتے اس شخص پر جو ماہ میلاد پاک ربیع الاول کی راتوں کو خوشیوں کی عیدیں بنالے تاکہ جس کے دل میں بغض شان رسالت کی بیماری ہے، اس کے دل پر قیامت قائم ہو جاتے"۔ (المواہب مع الزرقانی جلد ۱۔ ص ۱۳۹)

Marfat.com

ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں۔

"اَمَّا اَھْلُ مَکَّۃَ یَزِیْدُ اِھْتِمَامُھُمْ بِہٖ عَلٰی یَوْمِ الْعِیْدِ" یعنی اہل مکہ میلاد شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر کرتے۔ (المورد الروی طبع مکہ ص ۲۸)

شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"میں ایک بار مکہ معظمہ میں میلاد شریف کے روز مکان ولادت نبوی پر حاضر تھا اور لوگ آپ کے ان معجزات کا بیان کر رہے تھے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے یا آپ کی بعثت سے قبل ظاہر ہوئے، تو میں نے اچانک دیکھا کہ انوار کی بارش ہوئی۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جن کو ایسی محافل (میلاد شریف وغیرہ) پر مقرر کیا گیا ہے، نیز میں نے دیکھا انوار ملائکہ اور انوار رحمت باہم ملے ہوئے ہیں۔" (فیوض الحرمین عربی اردو ص ۸۰۔ ۸۱)

مرشد اکابر دیوبند کا ارشاد

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں "مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے" (شمائم امدادیہ ص ۴۷)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لخت جگر کا فتویٰ

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی رقمطراز ہے کہ

"ابولہب نے ولادت نبوی کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر سوموار (روز ولادت) کو سکون بخش مشروب چوسنے کو ملتا ہے۔ تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہو گا۔ (یعنی اسے کیا کیا نعمتیں نہ ملتی ہوں گی) جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منائے گا"۔ (ملخصاً) (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۳، شائع کردہ حافظ عبدالغفور اہلحدیث جہلم) اللہ تعالیٰ انہیں عمل کی توفیق دے۔

Marfat.com

مسئلہ ۴۔ **وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟**

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے نہ کہ یوم وفات، لیکن اگر بالفرض یوم وفات بھی مان لیا جائے تو میلاد کی خوشی منانا اس تاریخ کو تب بھی جائز ہی رہے گا، اور وفات کا سوگ منانا ممنوع ہو گا۔ کیونکہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے۔ جیسے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے نزول مائدہ کے دن کو اپنے اولین و آخرین کے لیے یوم عید قرار دیا تھا۔ (القرآن ۵۔۱۱۴)

لیکن وفات کا غم وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ حدیث کے نام نہاد عاشق اہلحدیثوں سمیت محققین دیوبند میں ایک کو بھی اس قانون شرعی کی خبر نہیں۔ ورنہ ایسا لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔

چنانچہ امام دارالہجرت امام مالک بن انس الاصبحی، امام ربانی امام محمد بن حسن الشیبانی، امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، امام حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی، امام جلیل امام احمد بن حنبل، امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم بن الحجاج القشیری، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی، امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی، امام ابوبکر البزار، امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن جارود النیشاپوری اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ جماعت محدثین اسانید صحیحہ معتبرہ کیساتھ، جماعت صحابہ انس بن مالک عبداللہ بن عمر، امہات المومنین عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، حفصہ، نیز ام عطیہ الانصاریہ، فریعہ بنت مالک بن سنان اخت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہن سے مرفوعاً بالفاظ متقاربہ ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں۔

"اُمِرْنَا اَنْ لَّا نُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا لِزَوْجٍ" "ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر چار ماہ دس روز تک بیوی غم منا سکتی ہے۔"

Marfat.com

(مؤطا امام مالک ص ۲۱۹، ۲۲۰، مؤطا امام محمد ص ۲۶۷۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۷ صفحہ ۴۷، ۴۸، ۴۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، مسند الحمید جلد ۱ ص ۱۱۲، ص ۱۴۶، مسند احمد مبوب جلد ۷، ص ۱۴۷ تا ۱۵۱۔ شرح معانی الآثار للطحاوی جلد ۲ ص ۴۸، ۴۹، صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۰۴، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶ تا ۴۸۸، جامع الترمذی جلد ۱ ص ۲۲۷، سنن ابی داؤد جلد ۱ ص ۳۱۴، سنن النسائی جلد ۲ ص ۱۱۶ تا ۱۱۸، سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۵۲، سنن الدارمی جلد ۲ ص ۷۹، ۸۰، مسند البزار بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۱۰۳، المنتقی لابن جارود ص ۲۵۸، ۲۵۹۔ السنن الکبیر للبیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۳۷ تا ۴۴۰ واللفظ لعبد الرزاق)۔

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کی غمی منانا ممنوع، اور حصول نعمت کی خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے۔ اس لیے ہم بارہ ربیع الاول کو وفات کی غمی نہیں، نعمت میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

اور لیجئے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

"اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ۔
(سنن نسائی جلد ۱ ص ۱۵۰ و غیرہا من کتب الحدیث)

تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اور اسی روز آپ نے وفات پائی۔"

پھر سرکار فرماتے ہیں

"اِنَّ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ جَعَلَہُ اللّٰہُ لِلْمُسْلِمِیْنَ"
(سنن ابن ماجہ ص ۷۸، و بمعناہ فی مسند احمد وغیرہ)

"یہ جمعہ عید کا دن ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید کا دن بنایا ہے۔"

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن یوم میلاد النبی بھی ہے اور یوم وفات النبی بھی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یوم میلاد کی خوشی کو باقی رکھا۔ اور ہر جمعہ کو عید منانے کا حکم دیا، دوپہر کے سورج کی طرح یہ مسئلہ روشن اور واضح ہوگیا کہ یہ

Marfat.com

ہی روز میں اگر غمی اور خوشی کے واقعات جمع ہو جائیں تو غمی کی یاد تین روز کے بعد ختم کر دی جاتی ہے اور خوشی کی یاد ہمیشہ باقی رکھی جاتی ہے۔

لہذا اگر بارہ ربیع الاول کو یوم میلاد اور یوم وفات بھی مان لیا جائے تو وفات کی غمی وفات سے تین روز بعد ختم ہو چکی اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔ عَلٰی رَغمِ اُنُوفِ الْجُھَّال۔ اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ الملفوظ میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ وَلٰکِنَّ الْوَھَّابِیَّۃَ قَومٌ لَا یَعْقِلُوْنَ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

لمحہ فکریہ

اشتہار چھاپنے والے دانشور دیوبندیوں، اہلحدیثوں، وہابیوں کے لیے مقام فکر ہے کہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے بارہ ربیع الاول کو میلاد النبی کی خوشی منانے والوں پر ان کے ضمیر و ایمان کی موت کا فتوی دیا ہے کیونکہ یہ ان کے نزدیک یوم وفات بھی ہے۔اب ان کا فتوی اللہ اور رسول پر کیا ہو گا جنہوں نے روز جمعہ کو باوجود یوم وفات النبی ہونے کے، خوشی کی عید منانے کا حکم دیا؟ اور کیا فتوی ہو گا یوم وفات ہونے کے باوجود روز جمعہ کو عید کے طور پر منانے والے مسلمانوں پر؟ اور خود دیوبندی و غیر مقلدین بھی تو جمعہ کو روز عید قرار دیتے ہیں کیا یوم وفات النبی روز جمعہ کو عید قرار دینے والے تمام دیوبندیوں، اہلحدیثوں کے علماء و عوام سب کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے؟ اور ایمان بھی مردہ ہو چکا ہے؟ شاباش! فتوی ہو تو ایسا ہی ہو جو خود اپنے ہی اوپر فٹ ہو جائے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

Marfat.com

وہابیوں سے گذارش

جاہل اور احمق وہابیو! بغض شان رسالت کے نشے میں مدہوشو! ذرا ہوش سنبھالو! اور سوچو! پھر جواب دو! کیا قدیم زمانے سے بارہ ربیع الاول کو جشن میلاد منانے اور اسے شرعاً مطلوب و محبوب قرار دینے والے مکہ، مدینہ، مصر و شام اور مشرق و مغرب کے علماء، فقہاء، محدثین، اولیاء کرام اور عامتہ المسلمین، نیز ان کے اس عمل کو فخریہ اپنی کتابوں میں نقل کر کے ان کی تائید کرنے والے اکابر بزرگان دین مثلاً امام قسطلانی، امام زرقانی، ابن جوزی، شاہ عبد الحق محدث دھلوی، علامہ جلال الدین سیوطی، شمس الدین سخاوی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابوشامہ، شیخ النووی، امام ابوالخطاب ابن دحیہ الاندلسی، شمس الدین محمد ناصرالدین الدمشقی، حافظ زین الدین عراقی، امام مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خود مرشد دیوبندیاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وغیرہم سب کا ایمان و ضمیر مردہ ہے؟

شاہ ولی اللہ اور حاجی امداد اللہ جن کو تم اپنا پیرو مرشد اور مقتداء مانتے ہو، اگر تمہارے فتوے کے مطابق ان کا ضمیر و ایمان بھی مردہ ہے تو تم مریدوں اور مقتدیوں کا ضمیر و ایمان کیونکر مردہ ہونے سے بچ سکتا ہے، یقیناً تمہارا ضمیر و ایمان تمہارے اپنے فتوے کے مطابق مردہ ہے، اور تم اپنے منہ سے خود مردہ ضمیر اور بے ایمان بن رہے ہو۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب دیکھیے! یہ موحدین اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو کس طرح اپنے فتوے اور ضمیر و ایمان کو مردہ ہونے سے بچاتے ہیں؟ دیدہ باید۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہدایت دے۔

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود — ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں — جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں

فقط واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

کتبہ، محمد اشرف القادری
خادم الطلبہ و مفتی دار العلوم عالیہ قادریہ
نیک آباد (مراڑیاں شریف) بائی پاس روڈ گجرات۔

اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحقیق

مسئلہ:- از فیروز پور محلہ بیراں والا، مسئولہ غیاث اللہ شاہ دبیر انجمن تعلیم الدین و القرآن علی مذہب النعمان۔ ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

مشہور ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہویں ربیع الاول کو ہوئی ہے۔ چنانچہ تواریخ حبیب الہ اور مولود برزنجی میں یہ ہی لکھا ہے اور اذاقۃ الاثام کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ "مولینا رفیع الدین خاں مراد آبادی اپنے سفر کے حالات میں تحریر کرتے ہیں کہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو حرمین شریفین میں یہ مجلس منعقد ہوتی ہے" مگر زید کہتا ہے کہ دراصل پیدائش کی تاریخ ۹ ربیع الاول ہے اور سال فیل کے حساب کرنے سے ۹ تاریخ ربیع الاول کی آتی ہے۔ اس لیے ۱۲ ربیع الاول جو روز وفات ہے، عید میلاد کرنی ممنوع ہے اور ایک کتاب رحمۃ اللعالمین ایک شخص نے پٹیالہ میں حال ہی میں لکھی ہے۔ اس میں بھی ۹ ربیع الاول، تاریخ ولادت بحساب سال فیل تحریر کیا ہے، اور شبلی نعمانی نے بھی اپنی سوانح عمری میں ایسا درج کیا ہے تو اب ان میں صحیح اور معتبر کونسی تاریخ ہے؟ اور اگر دراصل ۹ تاریخ ولادت ہے تو کیا عید میلاد ۹ کو کی جایا کرے۔
بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب

شرع مطہر میں مشہور بین الجمہور ہونے کے لیے وقعت عظیم ہے اور مشہور عند الجمہور ہی ۱۲ ربیع الاول ہے اور علم ہیأت و زیجات کے حساب سے روز ولادت شریف ۸ ربیع الاول ہے کما حققناہ فی فتاوانا۔ یہ جو شبلی وغیرہ نے ۹ ربیع الاول لکھی، کسی حساب سے صحیح نہیں ہے۔ تعامل مسلمین حرمین شریفین و مصر و شام بلاد اسلام و ہندوستان میں ۱۲ ہی پر ہے۔ اس پر عمل کیا جائے اور روز ولادت شریف اگر آٹھ بالفرض غلط نو یا کوئی تاریخ ہو جب بھی بارہ کو عید میلاد کرنے سے کونسی ممانعت ہے۔ وہ وجہ کہ اس شخص نے بیان کی خود جہالت ہے۔ اگر مشہور کا اعتبار کرتا ہے تو ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ بارہ ہے۔ ہمیں شریعت نے نعمت الٰہی کا چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا۔ لہذا اس تاریخ کو روز غم و وفات نہ کیا، روز سرور ولادت شریفہ کیا۔ کمافی مجمع البحار الانوار اور اگر ہیأت و زیجات کا حساب لیتا ہے تو تاریخ وفات شریف بھی بارہ نہیں بلکہ تیرہ ربیع الاول ہے کما حققناہ فی فتاوانا۔ بہرحال معترض کا اعتراض بے معنی ہے۔

فتاوی رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۹۸

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائینگے

Marfat.com

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اُٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے سستانے والے

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

رہیگا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جبتک دم ہے ذکر اُن کا سُناتے جائینگے

Marfat.com

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اُٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے مستانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

رہیگا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جبتک دم ہے ذکر اُن کا سُناتے جائینگے

Marfat.com